مشہور منگھڑت روایات
کی تحقیق

علامہ دانش حنفی قادری
صاحب قبلہ ہلدوانی

کُچھ مشہور منگھڑت روایات کی تحقیق

1 ایک عورت **4** افراد کو

جہنم میں لے جائے گی، یہ روایت موضوع من گھڑت ہے اس کی کوئی اصل نہیں کتب حدیث میں یہ روایت نہیں ملتی اللہ فرماتا ہے۔ أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اٹھائے گی

2 معراج کے متعلق ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے راز کی بات جس میں نبی علیہ السلام کی طرف نسبت کی جاتی ہے جو ٹوٹے دلوں کو جوڑے گا بلا حساب جنت میں جائیگا

یہ روایت کسی حدیث یا کتب معتبرہ میں نہیں اس کا بیان کرنا بھی جائز نہیں سلطان المحد ثین امام ملا علی قاری الحنفی رحمہ اللہ، امام الحافظ زین الدین عراقی رحمہ اللہ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں

قَالَ الْحَافِظ زِينَ الدِّينِ الْعِرَاقِي فِي كِتَابِهِ الْمُسَمى ب "الباعث على الخلاص من حوادث القصاص" ثم إنَّهُم يَعْنِي القصاص ينقلون حديثه على التسليم من غير معرفة بالصَّحِيح والسقيم قَالَ وَإِن اتفق أنه نقل

حَدِيثًا صَحِيحا كَانَ آثِما فِي ذَلِكَ لِأَنَّهُ ينقل مَا لا علم لَهُ بِهِ وَإِن صادف الْوَاقِعَ كان آثما بإقدامه على مَا لَا يعلم قَالَ وَأَيْضًا فَلَا يحل لأحد مِمَّن هُوَ بِهَذَا الْوَصْف أن ينقل حَدِيثًا من الكتب بل ولو من الصَّحِيحَيْنِ مَا لم يقرأه على من يعلم ذلك من أهل الحديث

حافظ زین الدین عراقی اپنی کتاب "الباعث علی الخلاص من حوادث القصاص" میں فرماتے ہیں۔

پھر یہ لوگ یعنی قصہ گو واعظین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو نقل کرتے ہیں حالانکہ انہیں صحیح اور سقیم کی پہچان بھی نہیں ہوتی

فرماتے ہیں اگر وہ کسی صحیح حدیث کو اتفاقا نقل بھی کریں تب بھی وہ اس میں گناہ گار ہوں گے ۔

کیونکہ وہ تو وہ چیز نقل کر رہے ہیں۔ جس کا انہیں علم نہیں۔ اگر وہ واقعہ کے مطابق ہو۔ جب بھی وہ گناہ گار ہونگے

۔ کیونکہ وہ تو ایک ایسے فعل کا اقدام کر رہے ہیں۔ جسے وہ جانتے بھی نہیں آگے چل کر فرماتے ہیں۔ جو لوگ اس وصف کے ساتھ موصوف ہوں، ان کے لئے یہ بھی حلال نہیں کہ وہ کتابوں میں سے بھی کسی حدیث کو نقل کریں چاہے وہ بخاری و مسلم کی

حدیث کیوں نہ ہو جب تک کسی محدث سے اس کی تعلیم حاصل نہ کریں۔ مزید فرماتے ہیں:

قَالَ الذين الْعِرَاقِي وَمن آفات القصاص أن يحدثوا كثيرا من العوام بما لا تبلغه الْعُقُول والأفهام فبلغوا في الاعتقادات السيئة هَذَا لَو كَانَ صَحِيحا فكيف إذا كَانَ بَاطِلا

زین الدین العراقی فرماتے ہیں اور قصہ گو کی آفتوں میں سے ایک آفت یہ بھی ہے کہ وہ عوام سے اکثر ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جہاں تک نہ تو عقل پہنچ سکتی ہے اور نہ فہم اس کا ادراک کر سکتا ہے۔ تو عوام برے عقائد میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ تو صحیحہونے کی صورت میں ہے تو پھر باطل ہونے کی صورت میں کیا حال ہوگا۔

الكتاب الأسرار المرفوعة

في الأخبار الموضوعة ص **44**/ص(65)

{3} عالم کی زیارت کرنا ایسا ہے جیسے نبی کی زیارت کی عالم سے مصافحہ کرنا ایسا ہے جیسے نبی سے مصافحہ کیا، یہ روایت موضوع من گھڑت ہے اس کا راوی جھوٹا ہے الزیادات علی الموضوعات صفحہ **531**

{4} بے نمازی کو 15 سزائیں دی جائیں گی

6 دنیا میں

3 موت کے وقت

3 قبر میں

3 قبر سے نکلنے کے بعد

یہ روایت موضوع من گھڑت ہے،

قال بن حجر في لسان 366 الميزان ج 7 ص

محمد بن علي بن العباس البغدادي العطار ركب على أبي بكر بن زياد النيسابوري حديثا باطلا في تارك الصلاة روى عنه محمد بن علي الموازيني شيخ لأبي النرسي)

اور ذہبی فرماتے ہیں قال الذهبي في الميزان ج 6 ص 264 ركب على أبي بكر بن زياد النيسابوري حديثا باطلا في تارك الصلاة) انتهى مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے نماز میں سستی کرنے والوں کے لیے قرآن و حدیث میں سزا وارد ہوئی ہے

{5} نماز مومن کی معراج ہے یہ حدیث نہیں یہ بات صحیح ہے کہ نماز افضل العبادات ہے اور اللہ سے مناجات کا ذریعہ اور قرب الہی کا سب سے بہترین ذریعہ لیکن یہاں "الصلاۃ معراج المومنین کے حدیث ہونے نہ ہونے سے بحث ہے ۔ یہ عبارت اگر چہ زبان زدہ عام ہے اور لوگوں کی زبان پر بطور حدیث مشہور ہے۔ لیکن ہماری دانست میں یہ حدیث نہیں ہے بلکہ کسی غیر معروف شخص یا بزرگ کا کلام ہے اور حدیث مرفوع نہیں ہے اور جن کتب میں یہ منقول ہے وہاں بھی اسے بطور حدیث پیش نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی اس کے حدیث ہونے کی صراحت کی گئی ہے۔

ملا علی قاری حنفی نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ایک حدیث ذکر کی ہے جس میں نماز کو اللہ سے سرگوشی کا مقام کہا گیا ہے۔ یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

أي: يخاطبه بلسان القال كالذكر والدعاء وبلسان الأحوال كأنواع أحوال الإنتقال ولذا قيل : الصلاة معراج المؤمن

ترجمہ : یعنی وہ زبان قال سے اللہ سے مخاطب ہوتا ہے جیسے ذکر دعا وغیرہ اور لسان صحال مخاطب ہوتا ہے جیسے انتقال کی حالات کی صورتیں اسی لئے کہا گیا ہے کہ نماز مومنوں کی معراج ہے۔ مرقاۃ المفاتیح باب المساجد جلد دوم ص **452**

یہاں لفظ قیل بہت اہم ہے اور عربی سے شغف رکھنے والے اس بات کو بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ قیل سے عموما قول ضعیف یا کسی عالم یا عام شخص کا قول مراد ہوتا ہے۔

اور یہاں بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے جب تک یہ بات تحقیق و سند سے ثابت نہ ہو جائے اس کی نسبت نبی علیہ السلام کی طرف کرنا جائز نہیں

{6} جو رشتہ داری میں نکاح کرے گا اس کا بچہ کمزور پیدا ہوگا، یہ حدیث نہیں،

البتہ بعض علماء نے اسے حضرت عمر کا قول قرار دیا ہے اسی طرح امام شافعی فرماتے ہیں جو اپنی رشتہ داری میں نکاح کرے گا اس کا بچہ بے وقوف پیدا ہوگا،

واضح رہے یہ اقوال تجربات اور مشاہدے پر مبنی ہیں فی نفسیہ قرآن و حدیث میں رشتہ داری میں نکاحکرنے سے منع نہیں کیا گیا

{7} نبی علیہ السلام کو روح نکالتے وقت تکلیف ہوئی تو عزرائیل علیہ السلام سے سے کہا ساری تکلیف مجھے دے دیں میری امت کو موت کی تکلیف نہ دینا

یہ روایت موضوع من گھڑت ہے اس کی کوئی اصل نہیں اور اگر بالفرض ہو بھی تو قرآن و دیگر احادیث طیبہ کے خلاف ہوگی اور اصول یہ ہے ہر وہ روایات جو قرآن کے خلاف ہو اس کو قبول نہیں کیا جاتا اللہ عزوجل فرماتا ہے،

وَ جَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

ابن ماجہ حدیث **1451** پر ہے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے، وہاں پر عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایک رشتہ دار پر موت کی شدت طاری تھی ، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا رنج دیکھا تو ان سے فرمایا: تم اپنے رشتہ دار پر غم زدہ نہ ہو، کیونکہ یہ اس کی نیکیوں میں سے ہے - جب اللہ عزوجل نے نبی علیہ السلام کو بتا دیا کہ موت کے وقت تکلیف ہوتی ہے اور خود نبی علیہ السلام ہمیں موت کی سختیوں کے بارے میں خبر دے چکے اور موت کی سختی کی وجہ سے گناہ معاف ہونے کی بشارت دے چکے تو پھر نبی علیہ السلام کیوں خود قرآن اور اپنے ہی کلام و بشارت کے خلاف فرمائیں گے، یعنی جب قرآن واضح خبر دے چکا کے موت کی سختی ہوتی ہے تو قرآن کے خلاف کیوں فرمائیں گے کہ

کہ میری امت کے لوگوں کو تکلیف نہ دینا اور نہ ہی اپنی ان بشارتوں کے خلاف جس میں موت کی سختی پر اجر ملتا ہے گناہ معاف ہوتے ہیں، اس کے خلاف فرمائیں گے اور کیا یہ واضح تضاد نہیں ایک طرف نبی خود موت کی تکلیف کے بارے میں ہمیں خبر دے رہے ہوں اور اور قرآن بھی بتا رہا ہو کے موت کی سختی ہوتی ہے،

دوسری طرف اس من گھڑت روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عزرائیل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کیا میری امت کو موت کی تکلیف ہوگی تو وہ جواب دیتے ہیں ہاں ہوگی،

جبکہ قرآن حدیث سے معلوم ہوتا ہے موت کی سختی ہوتی ہیں یہ بات نبی جانتے تھے مگر موضوع روایات میں ظاہر کیا جاتا ہے نبی علیہ السلام کو اس کی خبر ہی نہیں تھی عزرائیل علیہ السلام نے بتایا تو آپ کو معلوم ہوا

خلاصہ کلام یہ ہے موت کی تکلیف شدت ہوا کرتی ہے حتی کی انبیاء علیہم السلام کو بھی ہوا کرتی ہے موت کی سختی نہ ہو یہ محال و ناممکن ہے مگر یہ کہ جس پر اللہ کا خاص فضل و کرم ہو
لہذا مذکورہ روایت کا بیان کرنا ناجائز ہے،

{8} حضرت علی کے متعلق اونٹنی کی خرید و فروخت والا واقعہ بیان کیا جاتا ہے، موضوع من گھڑت ہے اس کی کوئی اصل نہیں

وقد ذكرها الصفوري في نزهة المجالس " بدون إسناد فقال : " حكاية : ثم ساقها . ونقل الحلبي في السيرة الحلبية "
(228/2) أن السيوطي سئل عن هذه القصة فأجاب بأنها من الكذب الموضوع

(9) نبی علیہ السلام نے اللہ سے عرض کی میری امت کا حساب میرے ہاتھ میں دے دے یہ روایت سنداً موضوع ہے
تذکرة الموضوعات للفتنی صفحہ **227**

محمد ابن علی اس کا راوی ہے اس کے بارے میں کہا وہ مختلف اسناد کو جوڑ کر روایتیں بناتا تھا امام سیوطی نے کہا یہ روایت اسی نے گھڑی ہے

{10} صحابی رسول حضرت علقمہ کا واقعہ ہے کہ ان سے کلمہ بھی نہیں پڑھا جا رہا تھا، یہ واقعہ حدیث کی بعض کتابوں میں ضرور آیا ہے،

مگر یہ موضوع من گھڑت ہے، اس واقعہ میں جو جو

خرافات اور نسبت صحابی کی طرف کی گئی ہے ہم صحابی سے ہرگز تصور نہیں کر سکتے اور سب سے بڑی بات نبی علیہ السلام کی طرف اس واقعہ میں یہ نسبت کی گئی حضور نے علقمہ کو جلانے کے لیے لکڑی جمع کرنے کا حکم دیا، اس کے من گھڑت ہونے کی سب سے واضح دلیل یہی ہے جو نسبت نبی علیہ السلام کی طرف کی گئی حالانکہ اسلام میں انسان کو جلانا ناجائز و حرام ہے، تو ہم یہ بات نبی سے کیسے تصور کر سکتے ہیں،

اس کی سند کے ساتھ ساتھ متن بھی موضوع ہے

موضوع روایات پر تحقیق صفحہ**62**

{11} حضور غوث رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت مردہ زندہ کرنے سے انکار نہیں ہے،

مگر مردہ زندہ کرنے کے متعلق جتنی کرامات بیان کی جاتی ہیں

یا تو غیر معتبر ہیں یا من گھڑت ہیں،

فتاوی دیداریہ میں ہے ہیں، غوث اعظم نے کبھی مردہ زندہ کیا ہی نہیں فتاوی دیداریہ صفحہ **45**

{12} زنا ایک قرض وہ کرنے والے یا اس کے گھر سے ادا ہوگا اگرچہ اس کی دیواروں سے کیوں نہ ہو یہ روایت موضوع من گھڑت ہے اس کا راوی جھوٹا کذاب ہے

الزیادات علی الموضوعات صفحہ **531**

{13} پناہ مانگتے ہوئے خنزیر کہتا ہے اللہ تو نے مجھے خنزیر بنایا ہے نمازی نہیں یہ روایت موضوع من گھڑت ہے کتب حدیث میں یہ روایت نہیں ملتی

{14}حضرت علی کے منہ پر تھوکا ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کافر پر غالب آئے اس نے آپ کے چہرے پر تھوک دیا جس وجہ سے آپ کو غصہ آیا تو آپ نے اس کو چھوڑ دیا کہ اپنی ذات کے لیے قتل کرنا ہوگا، یہ واقعہ موضوع من گھڑت ہے حدیث کی کتب میں نہیں، اور نہ ہی کتب معتبرہ میں البتہ شیعوں کی کتابوں میں یہ واقعہ ملتا ہے، تفصیل سے ملتا ہے مگر اس کے آگے لکھا ہے غصہ ٹھنڈا ہونے کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل کردیا، شیعوں کی عبارت یہ رہی :

: أن علياً عليه السلام يطرح بطل الأبطال على الأرض ويجلس على صدره ليحتز رأسه وهنا بصق عمرو في وجه علي عليه السلام، فيقوم الإمام عليه السلام من فوق صدره، ويأخذ بالسير بهدوء بالقرب منه وبعد فترة يعود فيجلس مرة أخرى على صدره ويهم بقطع رأسه فيسأله عمر عن سبب قيامه عليه السلام أولاً ثم عودته ثانية؟ فماذا كان جواب الإمام عليه السلام؟ لقد غضب الإمام عندما بصق اللعين في وجهه الشريف، وهنا تركه خشية من أنه إن قتله وهو غاضب فقد يحتمل أن يكون ذلك غضباً لنفسه لا لله، فقام عنه حتى هدأ عليه السلام وعاد فقتله لله تعالى لا لغيره.

مرقات المفاتیح کی عبارت یہ رہی وَحُكِيَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ غَلَبَ عَلَى كَافِرٍ وَقَعَدَ عَلَى صَدْرِهِ لِيَقْطَعَ عُنُقَهُ، فَتَفَلَ الْكَافِرُ إِلَى جَانِبِهِ فَقَامَ عَلِيٌّ عَنْ جَنْبِهِ وَقَالَ: أَعِدِ الْمُبَارَزَةَ، فَسَأَلَهُ عَنْ بَاعِثِ تَرْكِ قَتْلِهِ مَعَ قُدْرَتِهِ عَلَيْهِ. فَقَالَ: لَمَّا فَعَلْتَ الْفِعْلَ الشَّنِيعَ تَحَرَّكَتْ نَفْسِي فَخِفْتُ أَنْ أَقْتُلَكَ غَضَبًا لَهَا لَا خَالِصًا لِوَجْهِهِ تَعَالَى، فَأَسْلَمَ الْكَافِرُ بِحُسْنِ نِيَّتِهِ وَخُلُوصِ طَوِيَّتِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

آپ نے لکھا ہے وہ ایمان لے آیا مگر انہوں بھی اس کی نہ سند ذکر کی نہ کوئی حوالہ نقل فرمایا، یعنی شیعوں کی کتب میں جو واقعہ ملتا ہے اس کا نام عمرود ہے جس نے حضرت علی سے مقابلہ کیا تھا اور اس کو قتل کردیا تھا مگر کتب معتبرہ میں کہیں نہیں ملتا کے اس نے حضرت علی کے منہ پر تھوکا ہو ،

ملا علی قاری نے جو نقل فرمایا اس میں بھی کافر کا ذکر ملتا ہے اس نے تھوکا آپ نے اس کو چھوڑ دیا وہ ایمان لایا ، دونوں واقعات میں تضاد ہے ایک میں ایمان لانا اور ایک میں ایمان نہ لانا مگر دونوں ہی واقعات کتب معتبرہ میں نہیں ملتے

جب تک کتب معتبرہ سے سند نہ مل جائے بیان کرنا جائز نہیں ورنہ بے سند واقعہ کو نبی علیہ السلام کے دور مبارک اور حضرت علی کی طرف منسوب کرنا لازم آئے گا

فقیر عاجز خاکسار دانش حنفی

ہلدوانی نینی +919917420179